کی زندگی میں مر چکا ہے لیکن اس کی اولاد زندہ موجود ہے۔ یہ اولاد (لاولد مورث کے چچازاد بھائی) اپنے مرحوم باپ (لاولد مورث کا بھائی) کے قائمقام ہو کر وارث ہو گی۔ یہی سلسلہ آگے بھی جاری رہے گا۔ پس اگر کوئی لاولد مورث فوت ہو جائے۔ اس کے باپ کی اولاد (لاولد مورث کے بھائی وغیرہ) موجود نہ ہو۔ اور دادا کی اولاد (چچا وغیرہ) بھی موجود نہ ہو مگر پڑدادا کی اولاد موجود ہو (باپ کا چچا وغیرہ)۔ اور ایسی صورت پیدا ہو کہ لاولد مورث کے والد کا ایک چچا تو لاولد مورث کی وفات کے وقت موجود ہو اور لاولد مورث کے باپ کا دوسرا چچا اس کی زندگی میں مر گیا ہو لیکن اس کی اولاد موجود ہو تو یہ اپنے مرحوم باپ کے قائمقام ہو کر لاولد مورث کے ترکہ میں سے حصہ لیں گے۔ اس فطری تقسیم کو ہمارے بزرگوں نے یوں تسلیم فرمایا ہے:۔

"وھم (العصبات بانفسھم) جزء المیت (اولادہ) وجزء ابیہ (اولاد ابیہ یعنی الاخوۃ) وجزء جدہ الاقرب (اعمام المیت وھم اولاد الجد) ثم اعمام الاب وھم اولاد اب الجد ثم اعمام الجد وھم اولاد جد الجد۔" (فتاوی سراجیہ وحواشیہا، ص۱۴ مطبوعہ مجتبائی، دہلی۔

عائلی قوانین مجریہ کی دفعہ میں یہ اضافہ ضروری ہے اور اس کی قانونیت کا تقاضا ہے۔

میں اس اضافہ اور ترمیم کی نقل انگریزی میں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ اُمید ہے آپ بخیریت ہوں گے اور میری رائے ناقص کے منتظر ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس کو صدر محترم کی خدمت میں پیش فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے اور یہ بھی کہ بزرگانِ کرام کی قلم بند شدہ آراء وافکار صدر محترم کی خدمت میں پیش کر چکے ہوں گے۔ والسلام مع الاحترام۔

دعاگو۔ غلام مُرشد خطیب

بھاٹی دروازہ۔ لاہور

تجدیدِ دہریت

جناب الطاف جاوید صاحب کا اعتذار "فکر ونظر" کے اکتوبر کے شمارے میں شائع ہوا ہے۔ اس سے اتفاق یا اختلاف اُن کے ناقدین کا منصب ہے۔ مگر اُن کی ایک بات غیر اسلامی ہے۔ اُنھوں نے فرمایا ہے:۔

"اور یہ بات کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر، اس کا فیصلہ تو وقت ہی کیا کرتا ہے اور وقت کے متعلق تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ؎

زندگی دہر است دہر از زندگی لاتسبوا الدہر فرمان نبیؐ"

۱۔ حق و باطل کا فیصلہ اسلامی آئیڈیالوجی کی رو سے صرف اللہ رب العزۃ کا کام ہے۔

۲۔ لیکن اس سے بھی خطرناک تر اُن کا وقت کے بارے میں یہ استشہاد ہے کہ

"زندگی دہر است دہر از زندگی لاتسبوا الدہر فرمان نبیؐ"

معلوم نہیں وہ بالطبع دہریت کی جانب مائل ہیں یا دوسروں کی بے سوچی سمجھی تقلید کے نتیجے میں اس قسم کے غیر اسلامی خیالات کا اعادہ کرتے ہیں۔

اس سے پہلے وہ مئی کے "فکر و نظر" صفحہ ۶۵، میں بھی اس قسم کا تفلسف فرما چکے ہیں کہ:۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ زمان کے استدامی پہلو کا .... معروضی حقیقت دونوں نام دیئے جاتے ہیں"

یہ اندازِ فکر جو قطعاً غیر اسلامی ہے، دہریت و زندقہ کا مورث ہے۔ یوں اُنہیں اس حریتِ فکر کے زمانہ میں پورا پورا حق ہے کہ الیس الیگزنڈر کا اتباع کریں یا میک ٹیگرٹ کا، برگسان کی پیروی کریں یا کانٹ کی۔ مگر اسلامی مسائل کی تنقیح و تحقیق کے سلسلے میں اُن سے استشہاد انتہائی گمراہ کن ہے۔ اس کے لئے اگر ضرورت ہے تو قرآنی تصریحات کی یا اسلامی فکر کی واضح ہدایات کی، جنہیں قرآن و حدیث کے عمیق مطالعے کے بعد مستنبط کیا گیا ہو۔

اس معروض کے بعد بجا طور پر توقع کی جاتی ہے کہ اعتذار نگار اس اسلام دشمن نظریہ سے رجوع کر کے اپنی فراخ حوصلگی کا ثبوت دیں گے۔

لیکن اگر وہ دیانت داری اور ذمہ داری سے اپنے موقف کو اسلامی اور قرآنی سمجھتے ہیں تو پھر اساسی شواہد سے اسے ثابت کریں گے محض کسی قدیم یا جدید مفکر کا حوالہ ؎

حریم تیرا خودی غیر کی معاذ اللہ دوبارہ زندہ نہ کر کاروبارِ لات و منات

کا مصداق ہوگی۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔ (شبیر احمد خاں غوری)